تقریر

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

صحابہؓ رسولؐ کا عشق رسولؐ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

تو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یا عشق محمدؐ عربی ہے یا احمد ہندی کی ہے وفا
باقی تو پُرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔ صحابہؓ رسولؐ کا عشق رسولؐ

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے محبت الٰہی کا ایک پیمانہ بیان فرمایا ہے اور وہ ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اُس کی اطاعت۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی حقیقی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک اللہ کا رسول اُسے اُس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

(بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان)

صحابہ رسولؐ نے اِس اُصول کو خوب سمجھا اور خدا کے پاک نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عشق کے شاندار نمونے دکھائے۔ ان میں سے چند ایک آج آپ حاضرین کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک وفادار اور جاں نثار صحابی تھے۔ آپؓ نے اپنی دو اونٹنیاں پہلے سے ہی سفر ہجرت کے لئے تیار کر رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک اونٹنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلا معاوضہ پیش کر دی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قیمتاً قبول فرمائی۔ حضرت ابو بکرؓ نے پانچ ہزار درہم بھی بطور زادِ راہ ساتھ لئے۔ پھر غار ثور میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کی توفیق پائی جس کا ذکر قرآن شریف میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔ فرمایا: ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ہُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:40) یعنی دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ سفر ہجرت میں حضرت ابو بکرؓ آپؐ کی حفاظت کی خاطر کبھی آگے، کبھی پیچھے کبھی آپؐ کے دائیں اور کبھی بائیں آ کر اپنے آقا کو بحفاظت یثرب پہنچایا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد2 صفحہ 45 بیروت)

جب حضرت ابو بکرؓ نے ایک مشرک سراقہ کو تعاقب میں آتے دیکھا تو رو پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو عرض کیا۔

"اپنی جان کے خوف سے نہیں آپؐ کی وجہ سے روتا ہوں کہ میرے آقا کو کوئی گزند نہ پہنچے۔"

(مسند احمد جلد1 صفحہ 2 مصر)

سامعین! حضرت ابو بکرؓ کے عشقِ رسولؐ کے ذکر کے بعد حضرت عمرؓ کا نمبر آتا ہے۔ آپؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے۔ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت عمرؓ فرطِ محبت میں کہنے لگے۔ "اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری جان کے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا۔ ”اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک مَیں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہوں۔“ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ ”اچھا تو خدا کی قسم! آج سے آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔“ رسول کریمؐ نے فرمایا ”اے عمرؓ کیا آج سے؟“ گویا حضور سمجھتے تھے کہ حضرت عمرؓ فی الواقعہ دلی طور پر اس اظہار سے پہلے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان و مال سے عزیز تر جانتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے ایک طرف اپنے اموال راہ خدا میں بے دریغ خرچ کر کے ”غنی“ کا خطاب پایا۔ تو دوسری طرف حدیبیہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس نمائندہ حضرت عثمانؓ کی خاطر صحابہؓ سے موت پر بیعت لی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر فرمایا یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔

حضرت علیؓ نے تو کمال وفا سے روزِ اوّل سے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و نصرت کی حامی بھری تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے لوگوں سے دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا تھا، اُس وقت سب نے انکار کیا سوائے علیؓ کے جو اُس وقت ایک کمسن بچے تھے نے کمزوری کے باوجود مدد کا وعدہ کیا اور پھر زندگی بھر اُسے خوب نبھایا۔ یہ حضرت علیؓ ہی تھے جنہوں نے ہجرتِ مدینہ کے وقت اپنی جان خطرے میں ڈال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آپؐ کے گھر میں ٹھہرنا صدق دل سے قبول کیا۔

(الوفاء جلد 1 صفحہ 181، کنز العمال جلد 13 صفحہ 128)

سامعین! حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے بدر کے موقع پر مقداد بن الاسودؓ سے ایک ایسا نظارہ دیکھا (میرا دل کرتا ہے) کہ کاش! ان کی جگہ مَیں ہوتا اور یہ سعادت مجھے حاصل ہوتی تو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب لگتی اور وہ یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے موقع پر مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کو تحریک جنگ فرما رہے تھے تو مقدادؓ نے کہا یا رسولؐ اللہ! ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تم اور تمہارا رب جاکر لڑو بلکہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں آپؐ کی جان ہے اگر آپؐ سواریوں کو برک الغماد (کے انتہائی) مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپؐ کی پیروی کریں گے۔

(بخاری کتاب المغازی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ مقدادؓ کی تقریر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کِھل کر چمک اٹھا تھا اور ان کی بات نے حضورؐ کو بہت خوش کیا۔ غزوۂ اُحد میں جب کفار نے دوبارہ حملہ کیا تو جن صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حصار میں لے کر جان کی بازی لگا کر آپؐ کی حفاظت کی ہے، ان میں ابو طلحہؓ کا نمایاں مقام ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ رسول اللہؐ آپ کو تیر پکڑاتے اور سر اٹھا کر دیکھنا چاہتے کہ کہاں پڑا ہے۔ ابو طلحہؓ عرض کرتے۔ ”یا رسول اللہؐ! آپؐ سر اٹھا کر نہ جھانکئے۔ کہیں آپؐ کو کوئی تیر نہ لگ جائے میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے آگے سپر ہے۔“

(بخاری کتاب المغازی باب 15)

ماں سے بڑھ کر آقاؐ سے پیار

اسلام کے پہلے مبلغ حضرت مصعبؓ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے مکہ آئے تو ان کی محبت رسولؐ کا ایک عجب نمونہ دیکھنے میں آیا۔ آپؓ مکہ پہنچتے ہی اپنی والدہ (جو اَب اسلام کی مخالفت چھوڑ چکی تھیں) کے گھر جانے کی بجائے سیدھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ حضورؐ کی خدمت میں مدینہ کے حالات عرض کئے اور وہاں سرعت کے ساتھ اسلام پھیلنے کی تفصیل بیان کی۔ حضورؐ اُن کی خوشکن مساعی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اُدھر مصعبؓ کی والدہ کو پتہ چلا کہ مصعبؓ مکہ آئے ہیں اور پہلے اُن کے پاس آکر ملنے کے بجائے رسول اللہ کے پاس حاضر ہیں۔ انہوں نے والہانہ انداز میں لختِ جگر کو یہ پیغام بھیجا کہ او بے وفا! تو میرے شہر میں آکر پہلے مجھے نہیں ملا۔ عاشق رسولؐ مصعبؓ کا جواب بھی کیسا خوبصورت تھا کہ اے میری ماں! مَیں مکہ میں اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کو ملنا گوارا نہیں کر سکتا۔

(الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد 3 صفحہ 119 مطبوعہ بیروت)

سامعین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور عاشقِ صادق انصاری سردار حضرت سعد بن ربیعؓ تھے۔ میدان اُحد میں ستّر مسلمان شہداء کی لاشوں کے پُشتے لگے پڑے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وفاشعار غلام یاد آرہے تھے۔ اچانک آپؐ نے فرمایا: ”کوئی ہے جو جاکر دیکھے کہ انصاری سردار سعد بن ربیع پر کیا گزری۔ مَیں نے اُسے لڑائی کے دوران بے شمار نیزوں کی زد میں گھرے ہوئے دیکھا تھا۔“ ابی بن کعبؓ، محمد بن مسلمہؓ اور زید بن حارثہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم

حاضر ہیں۔ رسول اللہؐ نے محمد بن مسلمہؓ کو بھجوایا اور فرمایا کہ سعد بن ربیعؓ سے ملاقات ہو تو انہیں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ اللہ کا رسول تمہارا حال پوچھتا ہے۔ انہوں نے جاکر میدان اُحد میں بکھری لاشوں کے درمیان انہیں تلاش کیا۔ انہیں آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہ آیا۔ تب انہوں نے بآواز بلند کہا کہ اے سعد بن ربیعؓ! رسول اللہؐ نے مجھے تمہاری خبر لینے بھیجا ہے۔ اچانک لاشوں میں جنبش ہوئی اور ایک نحیف سی آواز آئی۔ وہاں پہنچے تو سعدؓ کو سخت زخمی حالت میں پایا۔ ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا ہے کہ مَیں پتہ کروں کہ آپ کس حال میں ہو؟ اور حضورؐ کا سلام آپ کو پہنچاؤں۔ انہوں نے کہا۔ مَیں تو موت کے کنارے پر ہوں، مجھے بارہ تلواروں کے زخم آئے ہیں اور ایسے کاری زخم ہیں کہ ان سے جان بر ہونا مشکل ہے۔ اس لئے میری طرف سے بھی رسول اللہؐ کو سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ سعد بن ربیعؓ آپؐ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ پہلے نبیوں کو اپنی امت کی طرف سے جو جزا ملی ہے، اللہ تعالیٰ آپؐ کو اُن سب سے بہترین جزا عطا کرے اور میری قوم کو بھی میری طرف سے سلام پہنچانا اور یہ پیغام دینا کہ سعد بن ربیع کہتے تھے کہ تم نے عقبہ کی گھاٹی میں جو عہد رسول اللہؐ سے کیا تھا اُسے ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہم نے آخری سانس تک یہ عہد نبھایا۔ اب یہ امانت تمہارے سپرد ہے۔ جب تک تمہارے اندر ایک بھی جھپکنے والی آنکھ ہے اگر نبی کریمؐ پر کوئی آنچ آگئی تو تمہارا کوئی عذر خدا کے حضور قبول نہ ہوگا۔ محمد بن مسلمہؓ نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا واقعہ عرض کر دیا۔ جس سے یقیناً آپؐ کا دل ٹھنڈا ہوا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 2 صفحہ 245 دارا حیاء التراث العربی بیروت)

ایک اور عاشق رسول حضرت زید بن دثنہؓ تھے، جو ایک اسلامی مہم کے دوران قید ہوئے۔ مشرک سردار صفوان بن امیہ نے اُن کو خریدا تا کہ اپنے مقتولینِ بدر کے انتقام میں انہیں قتل کرے۔ جب صفوانؓ اپنے غلام کے ساتھ انہیں قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے کر گیا تو کہنے لگا اے زید! میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تو پسند کرتا ہے کہ محمد اِس وقت تمہاری جگہ مقتل میں ہو اور تم آرام سے اپنے گھر میں بیٹھے ہو۔ زیدؓ نے کہا۔ خدا کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے قتل سے بچ جانے کے عوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔ ابو سفیان نے یہ سنا تو کہنے لگا خدا کی قسم! مَیں نے دنیا میں کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد کے ساتھی اس سے کرتے ہیں۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 170 مطبوعہ بیروت)

ایک اور عاشق صادق حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے کہ جن کے والدین اُن کی تلاش میں مکہ پہنچے اور انہیں واپس لے جانے کی خواہش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو آزاد کر کے یہ اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو والدین کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ حضرت زیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا گوارا نہ کیا اور کہا کہ اب تو میرا جینا مرنا آپؐ سے جدا نہیں ہو سکتا۔

(ابن سعد جلد 3 صفحہ 45، اصابہ جز 3 صفحہ 25)

میدان حدیبیہ میں عشق و وفا کے نظارے

واقعہ یہ ہے کہ صحابہ رسولؐ کو اپنے آقا و مولیٰ سب دوستوں اور عزیزوں سے بڑھ کر پیارے تھے۔ میدان حدیبیہ میں ہی کفار کے سفیر عروہ نے صحابہ کے عشق کا ایک اور نظارہ بھی دیکھا کہ وہ حضورؐ کے وضو کا مستعمل پانی حتّٰی کہ آپؐ کا تھوک بھی نیچے گرنے نہ دیتے بلکہ بطور تبرّک اپنے ہاتھوں میں لیتے تھے۔ وہ آپؐ کے حکم کی والہانہ تعمیل کرتے تھے۔ اس نے جاکر قریش کے سامنے اس کا یوں اظہار کیا کہ مَیں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار بھی دیکھے ہیں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے محلّات بھی۔ خدا کی قسم! مَیں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں کو اس کی وہ تعظیم کرتے نہیں دیکھا جو محمدؐ کے ساتھی اس کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! رسول اللہؐ کوئی تھوک بھی نہیں پھینکتے مگر ان کا کوئی ساتھی اُسے اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ انہیں کوئی بات کہتے ہیں تو وہ لبیک کہتے اور فوراً اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب محمدؐ وضو کرتے ہیں تو اس کے پانی کا ایک قطرہ بھی وہ نیچے گرنے نہیں دیتے اور لگتا ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لینے کیلئے جیسے وہ لڑ پڑیں گے۔ پھر جب وہ بات کرتا ہے تو وہ خاموشی سے سنتے ہیں۔ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اس کے سامنے نیچی آواز میں بات کرتے ہیں۔ الغرض صحابہ کے عشق و محبت کا یہ وہ نظارہ تھا جس نے مشرک سردار عروہ کو بھی حیران و ششدر کر دیا۔

(بخاری کتاب الشروط باب 15)

خوشنودیٔ رسولؐ کے جتن

حضرت جابرؓ اپنے والد عبداللہؓ بن حرام کے بارہ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حلوا تیار کروایا پھر مجھے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں تحفہ پہنچا کر آؤ۔ مَیں لے کر گیا، حضورؐ فرمانے لگے "جابرؓ! گوشت لائے ہو؟" مَیں نے عرض کیا "نہیں اے اللہ کے رسولؐ! میرے والد نے یہ حلوا آپؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھجوایا ہے" آپؐ نے فرمایا "ٹھیک ہے۔" اور اُسے قبول فرمایا۔ مَیں جب واپس گیا تو والد نے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے تمہیں کیا فرمایا تھا۔ مَیں نے عرض کر دیا کہ حضورؐ نے پوچھا تھا کہ گوشت لائے ہو؟ میرے والد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقا رسول اللہؐ کو گوشت کی خواہش ہوگی۔ چنانچہ والد صاحب نے اسی وقت اپنی ایک دودھ دینے والی بکری ذبح کردی۔ پھر گوشت بھوننے کا حکم دیا اور مجھے حضورؐ کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت دے کر بھجوایا۔ حضورؐ نے بہت محبت سے دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کیا اور فرمایا "انصار کو اللہ تعالیٰ بہت جزا عطا فرمائے خاص طور پر عمروؓ بن حرام کے قبیلے کو۔"

(دلائل النبوۃ الابی نعیم جلد 1 صفحہ 48)

صحابیات اور محبت رسولؐ کے پاکیزہ نمونے

سامعین! صحابیات بھی عشق رسولؐ میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں۔ ایک صحابیہ نے ایک دفعہ رسول اللہؐ کے لئے لباس کی ضرورت محسوس کی تو ایک خوبصورت چادر ہاتھ سے کڑھائی کرکے لے آئیں اور حضورؐ کی خدمت میں نذر کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری خواہش ہے کہ آپؐ یہ چادر خود زیب تن فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ضرورت کا یہ انتظام ہونے پر شکریہ کے ساتھ اسے قبول کیا اور وہ چادر پہن کر مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا اے اللہ کے رسولؐ! یہ کتنی خوبصورت چادر ہے؟ آپؐ مجھے ہی عطا فرمادیں۔ آپؐ نے فرمایا "اچھا یہ آپ کی ہوئی" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے تو صحابہ نے اس شخص سے کہا کہ تم نے حضورؐ سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، خصوصاً جب کہ حضورؐ کو اس کی ضرورت بھی تھی اور تمہیں کو پتہ ہے کہ رسول اللہؐ سے کچھ مانگا جائے تو آپؐ کبھی انکار نہیں فرماتے۔ وہ صحابی کہنے لگے سچ پوچھو تو میں نے بھی برکت کی خاطر یہ پہنی ہوئی چادر مانگی ہے۔ میری خواہش ہے کہ مرنے کے بعد میرا کفن اسی چادر سے ہو جو رسول اللہؐ کے بدن سے مَس ہوئی۔

(دلائل النبوۃ الابی نعیم جلد 1 صفحہ 48)

حضرت امّ سُلَیمؓ انصاریہ بسا اوقات کھانا بنوا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بھجوا دیتی تھیں۔ حضرت زینبؓ کی شادی کے موقع پر تو انہوں نے کافی سارا کھانا بنوا کے بھجوا دیا جس سے رسول اللہؐ نے دعوت ولیمہ کا انتظام فرمایا۔

(بخاری کتاب انکاح باب 64)

ایک انصاری خاتون میناءؓ نامی تھیں۔ ان کا غلام بڑھئی تھا۔ انہیں یہ اچھوتا خیال آیا کہ رسول اللہؐ کے مجلس میں بیٹھنے کے لئے لکڑی کی کوئی اچھی سی چیز بنوا کردیں۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ مَیں آپؐ کے بیٹھنے کے لئے کوئی چیز بنوانا چاہتی ہوں۔ حضورؐ نے خوشی سے اجازت دے دی تو انہوں نے وہ تاریخی منبر بنوایا جس پر رسول اللہؐ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

(بخاری کتاب المساجد باب 31)

تمام رشتوں سے زیادہ پیارا رسول!

اُحد کے دن جب مدینہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے ہیں۔ مدینہ میں عورتیں رونے اور چلانے لگیں۔ ایک عورت کہنے لگی تم رونے میں جلدی نہ کرو۔ مَیں پہلے پتہ کرکے آتی ہوں، وہ گئی تو پتہ چلا کہ اس کے سارے عزیز شہید ہوچکے تھے۔ اُس نے ایک جنازہ دیکھا، پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے۔ بتایا گیا کہ یہ تمہارے باپ کا جنازہ ہے۔ اس کے پیچھے تمہارے بھائی، خاوند اور بیٹے کا جنازہ بھی آرہا ہے۔ وہ کہنے لگی مجھے یہ بتاؤ رسول اللہؐ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا نبی کریمؐ وہ سامنے تشریف لارہے ہیں۔ وہ رسول اللہؐ کی طرف لپکی اور آپؐ کے کرتے کا دامن پکڑ کر کہنے لگی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسولؐ! جب آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 6 صفحہ 165 بیروت بحوالہ طبرانی)

الغرض کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے، تمام اصحاب رسولؐ کے دیوانے اور اس پاک رسولؐ کے منہ کے بھوکے تھے اور یہ کمال آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کا تھا جن کے باعث ایک دنیا آپؐ کی گرویدہ تھی، آج تک ہے اور رہے گی۔ ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن جانثاروں جیسا وفادار بنائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(بتعاون: ایچ ایم طارق۔ امریکہ)